

احمد فراز کے فکری سرچشمے

Intellectual Revelations of Ahmed Faraz

Rukhsana Badar
Ph.D. Urdu Scholar, GCWUF.

Dr. Sadaf Naqvi
Chairperson Urdu Department, Govt. College Women University, Faisalabad

Received on: 24-07-2022

Accepted on: 28-08-2022

Abstract

Ahmed Faraz's style of speech developed under the strong influence of his family conditions & environment. Although, poetry is a divine act but every poet tries to present his thoughts in the best possible way. Ahmed Faraz kept in mind the high traditions of Urdu & Persian poetry right from the very beginning of his poetry. Ahmed Faraz's father Syed Muhammad Shah Bark played a major role in embellishing the poetry of Ahmed Faraz. Ahmed Faraz's poetry acknowledges the poetry of Persian poets & their artistic excellence. Ahmed Faraz also used Persian words & techniques of Persian poets in his poetry.

Keywords: Poetry, Persian, Urdu, Artistic, Style, Environment

احمد فراز کی شاعری میں عوام کے پسند و مقبولیت کا آہنگ بہت نمایاں ہے۔ احمد فراز کی شاعری جذبوں اور ادراک کی شاعری ہے۔ اور دنیا میں جہاں بھی اردو بولی پڑھی اور سمجھی جاتی ہے۔ لوگ احمد فراز کے نام سے واقف ہیں۔

احمد فراز کے اسلوب بیباں کی تشکیل میں خاندانی حالات اور ماحول کا بہت عمل دخل ہے اگرچہ شعر گوئی ایک وہی عمل ہے۔ مگر ہر شاعر اپنے خیالات کو بہترین انداز میں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ احمد فراز کا اسلوب عامیانه یا سطحی نہیں عشق کے پرانے اور فرسودہ موضوعات کو پرانے الفاظ میں نئے ڈھب سے پیش کرنا ان کا کمال ہے۔ احمد فراز جس ماحول کے پروردہ تھے وہاں اردو زبان میں اس قدر مہارت اور واقفیت ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھی۔ انوار فیروز احمد فراز کی اردو سے ناآشنائی کے بارے میں رقم طراز ہیں:

"اس نے اپنی ملازمت کا آغاز ریڈیو پاکستان میں بطور

سکرپٹ رائٹر کیا، جہاں اسے شاہد احمد دہلوی اور

ارم لکھنوی کی صحبت نصیب ہوئی، خود احمد فراز

نے ایک بار کہا "میرے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ میں اردو

لکھ سکتا تھا بول نہیں سکتا تھا۔ صرف ہوں جی، ہاں

جی تک ہی اردو بول سکتا تھا۔ چنانچہ مجھے بہت

محنت کرنا پڑی۔" (۱)

احمد فراز نے اپنی شاعری کے آغاز سے ہی اردو اور فارسی شاعری کی اعلیٰ روایات کو پیش نظر رکھا۔ احمد فراز کے شعری ذوق کو سنوارنے اور نکھارنے میں ان کے خاندانی ماحول نے بہت گراں قدر اثرات مرتب کیے احمد فراز کے والد سید محمد برق شاہ کوہاٹی اردو فارسی اور ہند کو کے قادر الکلام شاعر تھے۔ اپنے والد کے تخلص کی نسبت سے ہی فراز نے ”شرر برقی“ کے شاعر تھے۔ اپنے والد کے تخلص کی نسبت سے ہی فراز نے ”شرر برقی“ کا تخلص اختیار کیا تھا۔ احمد فراز فارسی زبان سے خاندانی ماحول کی وجہ سے خوب آشنا تھے۔ یہ آشنائی صرف زبان کی حد تک نہ تھی بلکہ والد کی صحبت میں ان کے شاعرانہ ذوق کی وجہ سے فراز میں بھی شاعری کی لگن پیدا ہوئی فراز نے فارسی زبان کو اس قدر اہمیت دی کہ ایم اے اردو کے ساتھ ساتھ ایم اے فارسی بھی کیا۔ فراز کا پہلا مجموعہ کلام ”تہاتہا“ ان کے زمانہ طالب علمی میں شائع ہوا۔ احمد فراز نے اپنے اسلوب بیان میں اردو اور فارسی شاعری کی روایت سے بہت کسب فیض کیا ہے۔ ان کی شاعری میں صرف فارسی الفاظ، تراکیب اور اصطلاحات کا استعمال ہی نہیں ملتا بلکہ ان کے ہاں فارسی اور اردو کی فکری و فنی روایات کا گہرا ادراک بھی موجود ہے۔ احمد فراز کی فارسی اور اردو شعری روایت کے ساتھ وابستگی کے بارے میں آفتاب خان رقم طراز ہیں:

احمد فراز کو شاعری ورثے میں ملی ان کے والد سید ”

محمد شاہ برق اردو کے علاوہ فارسی کے بھی عمدہ

شاعر تھے۔ پھر فراز کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی

جہاں بیدل، حافظ، سعدی، عرفی، نظیری، غالب کی

فارسی شاعری کے چرچے رہتے تھے۔ کوہاٹ اور

پشاور میں اردو شعر و شاعری کا ایک بھرپور ماحول

پیدا ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ احمد فراز کی غزل

در اصل صنف غزل کی تمام روشن روایات کے جدید

اور سلیقہ مندانہ اظہار کا نام ہے۔“ (۲)

”احمد فراز کا فارسی زبان اور شاعری سے لگاؤ کا سفر گھر سے شروع ہوا اور ان کے تمام شعری سفر پر محیط ہے۔

ان مجموعہ ہانے کلام میں فارسی شعر کے اشعار ان شعر کی فنی عظمت و کمال کا اعتراف ہیں۔ اس کے علاوہ احمد فراز نے فارسی شعر کے ہاں مستعمل فارسی الفاظ اور تراکیب بھی اپنی شاعری میں استعمال کی ہیں۔ عظیم فارسی شعر کے ساتھ عقیدت کے اظہار کے لیے ان کے اشعار اور بعض مصرعے بھی اپنے کلام میں بطور تضمین شامل کیے ہیں۔ جیسے:

پہلے مجموعہ کلام ”تہاتہا“ کے آغاز میں نظیری کا مندرجہ شعر درج ہے:

بہ زیر شاخِ گل اُفعی گزیدہ بلبل را

نواگران نہ خوردہ گزند را چہ خبر (۳)

محمد حسین نظیری نیشاپوری گیارہویں صدی ہجری کے عظیم فارسی شاعر ہیں۔ نظیری مغل بادشاہ جلال الدین اکبر کے عہد حکومت میں ہندوستان آیا تھا۔ آگرہ کے دربار اکبری و جہانگیری کے اس عظیم ایرانی شاعر کے علامہ اقبال کی شاعری پر بھی گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ نظیری کا اصل وطن نیشاپور تھا جسے عمر خیام، امام غزالی، فرید الدن عطار اور امام مسلم کا مسکن ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ روایت ہے کہ ایک دن نظیری نے شہنشاہ جہانگیری کے سامنے یہ شعر پڑھا:

ہمہ عیش ایں جہانی ز عنایت تو دیدم

چہ عجب اگر بر آید ز تو دار آں جہانی

(اس دنیا کی تمام ممکنہ عیش و عشرت اے شہنشاہ آپ

کی عنایت کے باعث مجھے میسر رہی ہے یہ عجب

نہیں کہ اگلے جہان میں میری نجات کا باعث آپ بن جائیں۔)

بادشاہ نظیری کی بات کا مطلب سمجھ گیا اور ایک لاکھ روپے کی خطیر رقم دے کر چھپے روانہ کیا۔ نظیری حج سے لوٹا تو ساحل گجرات (سورت کی بندرگاہ) ہندوستان پہنچے تو معلوم ہوا کہ شہنشاہ کا انتقال ہو چکا تھا تو واپس دارالسلطنت جانے کا ارادہ ترک کر کے وہیں سکونت اختیار کر لی اور باقی ماندہ رقم سے ایک عظیم الشان مسجد تعمیر کروائی جو آپ کے نام سے مشہور ہے۔ نظیری اسی مسجد کے صحن میں آسودہ خاک ہیں۔

مجموعہ کلام ”نایافت“ کے آغاز میں مولانا روم کے شعر کا دوسرا

مصراعہ درج ہے:

گفتم کہ یافت می نشود جستہ ایم ما

گفت آں کہ یافت می نہ شود آئم آرزوست“ (۴)

مولانا رومی ۱۲۰۷ء میں افغانستان کے شہر بلخ میں پیدا ہوئے۔ تاہم بعض محققین کا خیال ہے کہ مولانا رومی افغانستان میں نہیں بلکہ تاجکستان کے ایک علاقے بلخ میں پیدا ہوئے۔ رومی کم عمری میں ہی اپنے والدین کے ہمراہ ترکی چلے گئے۔ جہاں انھوں نے زیادہ تر زندگی بسر کی۔ ان کا انتقال ترکی کے شہر قونیہ میں ۱۲۷۳ھ میں ہوا۔ مولانا رومی کی مثنوی معنوی کو فارسی ادب میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کی تصانیف مشرق میں ہی نہیں مغرب میں بھی بہت مقبول ہیں۔ ان کا کلام امریکہ میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں کی فہرست میں شامل ہے۔ مولانا رومی کی مثنوی کا دنیا کی ۲۳۰۰ زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

مانتے ہیں۔ ۱۱۹۰ء میں بلخ میں خودکشی سے موت واقع ہوئی۔

عمر خیام کا پورا نام ابوالفتح عمر خیام بن ابراہیم نیشاپوری ہے۔ جس کے عرصہ حیات کا محض اندازہ ہے مستند تاریخ پیدائش اور وفات معلوم نہیں ہیں۔

آپ کا اصل وطن نیشاپور جو (خراسان) ایران میں واقع ہے۔ عمر خیام ایک ریاضی دان، ماہر فلکیات، شاعر، موسیقار، فلسفی، منجم، مصنف اور طبیعات دان تھا۔ مختلف علوم میں ماہر ہونے کے باوجود عمر خیام کی شہرت کا باعث اس کی فارسی رباعیات ہیں۔ اس کی رباعیات کے دنیا کی کئی زبانوں میں تراجم ہو چکے ہیں۔

احمد فراز ان فارسی اور اردو شعرا سے نسبت کو اپنے لیے اعزاز سمجھتے ہیں اور انہیں اس بات کا احساس ہے کہ بزم شاعری ان عظیم المرتبت شعرا کے کمال فن سے آباد اور پرواق ہے۔ کہ ہر نیا شاعر اس اقلیم شعری کا باسی ہونا چاہتا ہے۔

بیدل و حافظ کو انہوں نے اپنی غزلوں میں جا بجا سراہا ہے۔

مسافت دل کی تھی سو جادوِ مشکل پسند آیا

ہمیں بھی مثل غالب گفتہ بیدل پسند آیا

سمرقند و بخارا کیا ہیں خالی یار کے آگے

سو ہم کو مصرعہ حافظ بجان و دل پسند آیا (8)

تو انوری ہے نہ غالب تو پھر یہ کیوں ہے

ہر ایک سیل بلا تیرے گھر کو جاتا ہے (9)

انوری ابی وردی ایشیا کے ایک بہت مشہور فارسی گو شاعر تھے جن کا تخلص انوری جبکہ نام محمد بن محمد یا علی بن محمد تھا۔ مختلف علوم میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ اسی لیے ”اوحاد الدین“ (یکتا و بے مثل) کا لقب پایا۔ جائے پیدائش خادراں ہے۔ اسی مناسبت سے خادری تخلص اختیار کیا۔ اپنے استاد عماد ثانی کے کہنے پر اسے بدل کر انوری رکھ دیا۔ مدرسہ منصور یہ سے تعلیم پائی۔ اپنے زمانہ میں اپنی قابلیت کی بنا پر ”اوحاد الدین“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

عالم ہونے کے باوجود بہت عسرت میں زندگی گزار رہے تھے۔ شیراز واپس چلے گئے۔ کلیم کاشانی نے ۱۶۵۱ء کو کشمیر میں وفات پائی۔ اس وقت ہندوستان پر مغل شہنشاہ شاہ جہاں کی حکومت تھی۔ شیخ سعدی کا شعر ہے:

ایں سعادت بزور بازو نیست

تانہ بخت خداے بختدہ

احمد فراز نے اپنی نظم وہ شام کیا تھی، میں اس طرح لکھا ہے:

سعادت ایست کہ ہر گز بزورِ بازو نیست

کہ تانہ رحمت پروردگاری بختد”

سعدی و حافظ بھی سہی مسند نیشانِ غزل

لیکن کلید میکدہ ہے غالب و بیدل کے پاس (10)

میر و غالب کیا کہ بن پائے نہیں فیض و فراق

زعم یہ تھارومی و عطار بن جائیں گے (11)

فردوسی و نظیری و حافظ کے ساتھ ساتھ

بیدل، غنی، کلیم سے بیعت کے رات دن (12)

اصل نام ملاطہر غنی تھا۔ غنی کاشمیری فارسی زبان کے شاعر اور سبک ہندی کے نمائندہ شاعر تھے۔ غزل اور رباعی کے بے مثال شاعر تھے۔ ۱۶۶۸ء میں کشمیر میں وفات پائی۔ کلیم کاشانی کی تاریخ پیدائش ۱۵۸۱ء یا ۱۵۸۵ء بیان کی جاتی ہے۔ وہ فارس کے شہر حمدان میں صفوی شہنشاہ محمد خدا بندہ کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے۔ کلیم اپنے آبائی وطن حمدان سے کاشان آگئے اور کاشان کی نسبت سے کاشانی کہلائے۔ کلیم ابتدائی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے کاشان سے شیراز چلے گئے۔ عہد جہانگیری میں کلیم دو بار ہندوستان آئے اور جہانگیر سے "ملک الشعراء" اور "خالق معانی الثانی" کا خطاب پایا۔ ۱۶۱۸ء میں تصنیف سے ملی کسی اور کتاب سے ویسی نہ مل سکی۔ احمد فراز نے اپنے کلام میں کئی فارسی اور اردو شعر کی ستائش کی ہے۔ کچھ شعر کا ذکر فیض احمد فیض اور افتخار عارف کی شاعری کے جائزے کے ابواب میں ہو چکا ہے۔ احمد فراز نے جن فارسی شعر کا اپنے کلام میں ذکر کیا تھا ان کی فکر اور اسلوب کے اثرات بھی احمد فراز کی شاعری میں بہت نمایاں ہیں۔

احمد فراز کے ماحول، تعلیم و تربیت اور ادبی ذوق کے مطالعے میں یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ وہ صرف رومی، حافظ، بیدل اور نظیری کے ہی فن کے دلدادہ نہ تھے۔ بلکہ احمد فراز کے کلام میں کئی اردو و کلاسیکی شعر کے ساتھ نسبت کا ذکر بھی موجود ہے۔ ان اردو و کلاسیکی شعرا میں میر تقی میر، خواجہ حیدر علی آتش، مرزا اسد اللہ خاں غالب اور علامہ اقبال جیسے نابغہ روزگار خلاق فنکار شامل ہیں۔

غالب کی پیروی میں یہ دن تو دیکھنے تھے

ہم بھی ہوئے ہیں رسوا شعر انتخاب کر کے

احمد فراز ہو یا وہ میر و مرزا ہوں

اے عشق تو نے چھوڑا سب کو خراب کر کے (۱۳)

احمد فراز نے صرف اشعار میں ان مشاہیر شعر و ادب کا تذکرہ کر کے ہی ان کی عظمت و فن کا اعتراف نہیں کیا بلکہ انہیں خراج تحسین پیش

کرنے کے لیے ان کی فارسی تراکیب اور مصرعوں کی اپنی نظموں اور غزلوں میں تضمین کی ہے۔

ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات”

شیوہ ہے وہی گردش افلاک کہن کا (۱۴)

احمد فراز کے اسلوب کا نمایاں وصف یہ ہے کہ وہ روایت کی پاسداری کے ساتھ ساتھ جدت سے بھی منہ نہیں موڑتے گویا ان کا اسلوب جدت اور روایت کا ملاپ ہے۔ جدت اور روایت کی ہم آہنگی فکری سطح پر بھی موجود ہے۔ اور لسانی و فنکارانہ سطح پر بھی متحرک ہے۔

حوالہ جات

- ۱۔ انوار فیروز، احمد فراز کی زندہ شاعری، مشمولہ، ماہ نور احمد فراز نمبر، ادارہ مطبوعات پاکستان، اسلام آباد: جنوری 2009، ص 145
- ۲۔ آفتاب خان، سلسلے توڑ گیا وہ سبھی جاتے جاتے، مشمولہ، ماہ نو، احمد فراز نمبر، ادارہ مطبوعات پاکستان، اسلام آباد: جنوری، 2009، ص 190
- ۳۔ احمد فراز، کلیات احمد فراز، ماوراء پبلشرز، لاہور: سن، انتساب
- ۴۔ ایضاً، ص ۸۹
- ۵۔ ایضاً، ص ۸۴۴
- ۶۔ احمد فراز، آواز گلی کوچوں میں، لاہور: ماوراء پبلشرز، ۱۹۸۸ء، ص ۸۴۹
- ۷۔ احمد فراز، کلیات احمد فراز، نئی دہلی: فریڈ بک ڈپو، 2010، ص ۱۶۳۶
- ۸۔ ایضاً، ص 1175
- ۹۔ ایضاً، ص 1185
- ۱۰۔ ایضاً، ص 235
- ۱۱۔ ایضاً، ص 246
- ۱۲۔ ایضاً، ص ۲۶۳
- ۱۳۔ ایضاً، ص ۱۱۸۲
- ۱۴۔ ایضاً، ص 1023

Reference

1. Anwar Feroz, Ahmed Faraz ki zindha shahri, Mashmola, Mahnoor, Ahmed Faraz no, Idara Matbolaat Pakistan, Islamabad; January 2009, 145
2. Aftab Khan, Silsalh tor gya wo sabhi jate jate, Mashmola, Mahnoor, Ahmed Faraz No, Idara Matboat Pakistan, Islamabad: January, 2009, S 190
3. Ahmed Faraz, Kulyat Ahmed Faraz, Marwa Publisher, Lahore: SN, Intazab

4. Ibid, P 89
 5. Ibid, P 844
 6. Ahmed Faraz, awaz gali kocho mah, Lahore; Mawra Publisher, 1988, S849
 7. Ahmed Faraz, Kulyat Ahmed Faraz, New Dhahli: Farid Book Dipo, 2010, S1636
 8. Ibid, P 1175
 9. Ibid, P 1185
 10. Ibid, P 235
 11. Ibid, P 246
 12. Ibid, P 263
 13. Ibid, P 1182
 14. Ibid, P 1023
-